بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

# 004-20: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:94-100)

سورۃ النساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾﴾ (النساء:94)

پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے مسلمان کے قتل کے تعلق سے اور ہم نے یہ دیکھا کہ اس کی دو صورتیں ہیں:

1-ایک تو خطاء سے غلطی سے کوئی ایک مسلمان دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور اس کے اپنے احکام اور مسائل ہیں۔

2-دوسری صورت جو بڑی خوفناک صورت ہے اور سب سے خطرناک کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کا جان بوجھ کر عمداً قتل کرے اور اس کے لیے سخت وعید اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے جس میں جہنم ہے ﴿خٰلِدًا فِيْهَا﴾ (النساء:93): بہت لمبے عرصے تک جہنم کی سزا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور عذاب عظیم ہے (نعوذ باللہ)۔

اور یہ بھی بیان کیا تھا کہ کس طریقے سے مومن کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کی جان اس کا مال اس کی عزت کی حفاظت کرے، جیسے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طریقے سے دوسرے مسلمان بھائی اور بہنوں کی بھی اس نے حفاظت کرنی ہے اور خاص خیال رکھنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾: اے ایمان والو!

اور بار بار ایمان کی صفت سے اللہ تعالیٰ مومنین کو مخاطب ہوتا ہے کیونکہ یہ سب سے عظیم صفت ہے جس سے یہ مومن متصف ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی صفت نہیں ہے کیونکہ ایمان ہی اصل بنیاد ہے۔ دیکھیں سچائی کی صفت ہے شکر کرنے کی ہے صبر کرنے کی ہے القنوت کی ہے، بہت ساری خوبصورت اور اچھی صفات ہیں لیکن جب بات آتی ہے احکام شرعیہ کی اُمر کی اور نہی کی یا کسی خاص خبر کی تو اللہ تعالیٰ کے خطاب کی ابتداء کیا ہوتی ہے؟ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾: کیونکہ بغیر ایمان کے توحید ممکن نہیں ہے اور بغیر توحید کے کوئی دین ہی نہیں ہے۔ اس لیے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾: اب ہر مومن کو فکر لگنی چاہیے کہ اگلا خطاب یا اگلا پیغام یا اگلی خبر جو ہے یا اگلا حکم ہے یا نہی ہے وہ ہے کیا اگلے الفاظ اگلا جملہ کیا ہے، تو انسان اس جملے سے جو مومن ہے اس کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ الرٹ (Alert) ہو جائے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾۔

﴿إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾: جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سفر کرو(﴿ضَرَبْتُمْ﴾ یعنی تم جب چلتے ہو ﴿فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ اللہ تعالیٰ کے راستے میں یعنی جہاد کے لیے)۔اور جب جہاد کی بات کرتے ہیں فی سبیل اللہ کی بات کرتے ہیں تو جہاد شرعی ہوتا ہے وہ نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں، وہ جہاد جس کے ضوابط اور اصول ہیں شرعاً اس کے مطابق جو جہاد کرتا ہے وہ جہاد نبوی ہے وہی جہاد شرعی ہے۔

اور تمام آیات قرآن مجید میں جن میں ہے جہاد کا لفظ یا ﴿فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ کا مطلب یہی ہے کہ جہاد شرعی کی بات ہو رہی ہے کیونکہ دونوں میں فرق ہے بغیر اصول اور ضوابط کے بغیر شروط کے بغیر ارکان کے کوئی عبادت نہیں ہوتی جہاد بھی عبادت ہے تو جہاد کے لیے بھی ان تمام اصول اور ضوابط کا ہونا لازمی ہے تب جا کر یہ جہاد شرعی ہوتا ہے۔

﴿إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جب مومن سفر کرتے تھے جہاد کے لیے تو کچھ ایسے سانحے حادثات ہوئے ہیں اُن میں سے ایک کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔﴿فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾: تو تحقیق کر لیا کرو ،تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے بڑا عظیم عمل کرنے جا رہے ہو اور کر رہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کرے اسے نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

(﴿وَلَا تَقُولُوا﴾: اور مت کہو، ﴿لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ﴾: جو تمہیں سلام کرے، ﴿لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾: تم مومن نہیں ہو)۔

ہوا یہ کہ ایک سے زیادہ ایسے موقعے یا حادثات ہوئے ہیں کہ :

1- مشرکین جو ہیں جب تلوار کو دیکھا کہ سر کے اوپر وار ہو رہا ہے اور موت سامنے آگئی ہے تو کوئی کلمہ پڑھ لیتے تھے اور یہ قصہ میں نے پچھلے درس میں سیدنا اسامہ بن زید کا قصہ جو صحیح بخاری اور مسلم میں بیان کیا تھا۔

2- اور ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ تھے جو منافقین ہیں ظاہراً تو کلمہ پڑھ کر گئے تھے مدینہ آکر واپس مکہ میں چلے گئے اور مشرکین کے ساتھ جا کر وہاں پر رہے۔

3- اور کچھ ایسے مومن تھے جو مستضعفین تھے کمزور تھے وہ سفر نہیں کر سکتے تھے۔

4- یا اپنے ایمان کو چھپاتے تھے چوتھی قسم کے لوگ (مومنین تھے ظاہر نہیں کیا اپنے ایمان کو چھپاتے تھے)۔

تو جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے گئے تو یہ جو شامل ان میں کافر اور مشرک ہے یہ کون ہے، اب یہ واقعی اپنا ایمان چھپا رہا ہے یا واقعی مشرک ہے پتہ تو نہیں ہے نا (کئی موقعے آئے ایسا ہوا) تو اُس نے اپنی پہچان کے لیے یہ کہا "السلام علیکم" تاکہ پتہ چلے کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے کچھ کہا نہ جائے۔

تو صحابہ کی ایک جماعت تھی ایک گروہ تھا انہوں نے کہا کہ یہ بندہ جو ہے یہ صرف اپنی جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے اور اسے قتل کر دیا تو یہ آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا﴾: سب سے پہلے تحقیق کر لیا کرو، ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾: مت کہو جو تمہیں سلام کرے کہ تم مومن نہیں ہو۔

یعنی پھر وہی بات ہے کہ تم نے سینہ چیر کر دیکھا ہے مومن ہے کہ نہیں؟! یہ تمہاری بات نہیں ہے یہ کام تمہارے ذمے ہی نہیں ہے جو ظاہراً مسلمان ہے مومن ہے وہ کافی ہے اندر سے کتنا بڑا منافق ہے تمہارا اُس سے کیا تعلق ہے،اِلَّا یہ کہ اُس کا نفاق ظاہر ہو جائے اُس کے قول و فعل سے تب تو اُس سے کنارہ کشی کی جاسکتی ہے برأت کا اظہار کیا جاسکتا ہے اور اُس کا حکم بھی لگایا جاسکتا ہے لیکن جب اُس کے دل میں اس کا جو بھی معاملہ ہے وہ ربّ کے سپرد ہے اُس پر بات نہیں کرنی چاہیے۔

یہ کیوں ہوا؟ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾: کیونکہ اُس کا مالِ غنیمت بھی لے لیانا، جو مشرک ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ہے اور جب قتل کر دیا اُسے تو اُس کا مال تو مالِ غنیمت ہے نا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾: کیا تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو؟! یعنی ایک بندے نے تمہیں کہا ''السلام علیکم''، اور دوسری روایت میں جس نے کہا ''لا الٰہ اِلا اللہ'' سیدنا اسامہ بن زید کے قصے میں پھر بھی قتل کر دیا اُسے: ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾: کیا تم زندگی کا سامان چاہتے ہو؟!

﴿فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ﴾: بس اللہ تعالیٰ کے پاس بہت ہی غنیمتیں ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمتیں ہیں جو لذتیں ہیں جو رحمتیں ہیں جو برکتیں ہیں جو نعمتیں ہیں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے! بہت ساری غنیمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں، یعنی تمہیں جو اُجر و ثواب ملنا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے اور جو برکتیں ہیں جو رحمتیں ہیں جو نعمتیں اللہ تعالیٰ تمہیں نوازے گا جو عزت تمہیں اللہ تعالیٰ دے گا دنیا اور آخرت میں اُس کی تو کوئی مثال ہی نہیں ہے: ﴿فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ﴾۔

﴿كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾: تم ایسے ہی تھے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر خاص احسان کیا ہے خاص انعام کیا ہے۔

یعنی پہلے تم بھی اپنے ایمان کو چھپاتے تھے جو مکہ میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا ہے تم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے پھر تمہیں طاقت بھی ملی ہے تو جیسے پہلے تم اپنے ایمان کو چھپاتے تھے (کچھ ایسے مسلمان تھے جو چھپاتے تھے) اب ایسے کچھ اور بھی تو ہو سکتے ہیں نا؟!

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ (معروف صحابی ہیں المقداد رضی اللہ عنہ) اُن سے یہ معاملہ ہوا ہے کہ کسی نے سلام کہا ہے اُسے قتل کر دیا ہے، جب اُسے قتل کر دیا ہے تو پھر یہ آیت نال ہوئی ہے: ﴿كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے مقداد! تمہاری کیا حالت تھی پہلے، ایسے ہی تھے ایمان کو چھپاتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام اور احسان ہوا تمہارے اوپر۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾: تحقیق کر لیا کرو (دو مرتبہ یہ لفظ ہے دیکھیں ایک ہی آیت میں کہ تحقیق لازمی ہے، کسی مسلمان کے خون کا ضائع ہونا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے)۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ساری دنیا تباہ ہو جائے لیکن ایک کسی مسلمان کا ناجائز قتل نہ ہو: '' لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ'': پوری دنیا تباہ ہو جائے خاتمہ ہو جائے۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر بھی ہیں مومنین بھی ہیں کیا کچھ دنیا میں نہیں ہے لیکن یہ اتنا بڑا خطرناک عمل ہے اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسندیدہ ہے کہ کوئی شخص کسی مسلمان کا بغیر حق کے قتل کرے اس لیے دو مرتبہ فرمایا: ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾۔

یہاں پر ان صحابہ سے غلطی ہو گئی ہے (بشر ہیں غلطی ہو گئی ہے) لیکن سخت الفاظ دیکھیں وعید دیکھیں اور دو مرتبہ فرمایا: ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾: تحقیق کر لیا کرو کہ مومن ہے یا نہیں ہے۔اور تحقیق کرنے میں وقت لگتا ہے کہ نہیں ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾ ایسے ہی بیان ہوتا ہے؟!

اب کسی نے کہا "السلام علیکم" تو اُسے وقت دیا جاتا ہے، کسی نے کہا "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ" تلوار کے ڈر سے تو تلوار روک دو قتل مت کرو اُسے دیکھو، وہ نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے زکوۃ دیتا ہے وہ حج بھی کرتا ہے، وہ آپ کے ساتھ بھی مسجد میں بھی ہے قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے تو مومن ہے نا بات ہی ختم ہے! اگر تلوار کے ڈر سے اُس نے کلمہ پڑھا ہے پھر جا کر ڈرنے کے بعد جان بچنے کے بعد جب اُسے قتل نہیں کیا مشرکین کی صف میں کھڑا ہو گیا ہے پھر تمہارے خلاف اُس نے کاروائی کی ہے تب تو اُس نے جھوٹ بولا ہے تحقیق ہوئی کہ نہ ہوئی؟! تو پتہ تو لگنا چاہیے اور اس کے لیے وقت درکار ہے، پتہ لگنا چاہیے کہ کب تم نے کاروائی کرنی ہے کب مومن ہے یہ کب مومن نہیں ہے تو تحقیق کے بغیر ممکن نہیں ہے یہ: ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾۔

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝٩٤﴾: بے شک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب باخبر ہے۔

﴿بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾: یعنی جو تم کہتے ہو جو تم چھپاتے ہو جو تم کرتے ہو تمہارا قول اور فعل، تمہارے دل کے اندر نیت اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔تم کیا چاہتے تھے کیا نہیں چاہتے تھے غلطی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے اس سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

وہ چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے، آنکھوں کی خیانت کو بھی خوب جانتا ہے سینے میں چھپے راز کو بھی خوب جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے تم کچھ چھپا نہیں سکتے اس لیے جہاں پر احتیاط کا دامن تھامنا ہے تو لازمی تھامنا اگرچہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے جا رہے ہیں جان ہتھیلی پر رکھ کر جا رہے ہیں وہاں پر بھی غلطی کی گنجائش نہیں ہے: ﴿فَتَبَيَّنُوا﴾۔

دیکھیں کلمہ توحید کی کتنی بڑی اہمیت ہے اور حیثیت دیکھیں دین اسلام میں کہ میدان جنگ میں ہیں نائنٹی پر سنٹ (90%) آپ دیکھیں یا نائنٹی نائن پر سنٹ (99%) کہ جو آپ کا دشمن ہے تلوار اُس نے اُٹھائی ہوئی ہے اُس کو موقع ملا ہے جان بچانے کا اُس نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو کتنا پر سنٹ (Percent) ایمان اُس کا یقینی ہے؟ اگر ایک پر سنٹ (1%) بھی ہے نا تو تمہارا کوئی حق ہے نہیں کہ اُس کے ایمان کو قبول نہ کرو وہ جانے اُس کا ربّ جانے، جھوٹ بولتا ہے تو ربّ ہے نا حساب لینے والا تحقیق لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے تمہارے ایمان سے اُس کے ایمان سے، تمہارے قول و فعل سے اُس کے قول و فعل سے اللہ تعالیٰ تمام چیزوں سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو خصوصی طور پر جو تم نے ابھی کیا بھی ہے جو تم اور بھی کچھ کر رہے ہو، تو عموم ہے اس میں: ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ﴾: صرف یہ عمل نہیں جس میں تم نے غلطی کی ہے بلکہ تمہارے تمام اعمال سے اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے بات جہاد کی ہو رہی ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ﴾

(النساء:95)

برابر نہیں ہیں ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ﴾: وہ جو بیٹھنے والے ہیں، ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: مومنین میں سے۔

جب یہ وحی نازل ہوئی اللہ تعالی کا یہ حکم نازل ہوا تو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا زید بن ثابت کو حکم دیا، سیدنا زید بن ثابت کُتّاب الوحي میں سے تھے جو وحی (قرآن) کو لکھتے تھے تو اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا زید کو بلایا اور فرمایا کہ یہ لکھو یہ وحی نازل ہوئی ہے۔

﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: جب یہاں تک پڑھا تو سیدنا زید لکھنے لگے تو سیدنا عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا صحابی ہیں وہ داخل ہو رہے تھے اور سن رہے تھے کیونکہ اب وہ بھی شامل ہو گئے نا اب جو جہاد پر نہیں جا سکتا اُس کا ذکر ہو رہا ہے تو آگے ظاہر ہے یہی کہو گے کہ جو جہاد پر جاتا ہے دونوں: ﴿لَا يَسْتَوِي﴾: برابر نہیں ہیں تو صحابہ کے ایمان کا تقاضہ دیکھیں کہ کتنا مضبوط ایمان ہے اُن کا اور ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جب یہ بات ہوئی تو عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس تو عذر ہے نا اب میں اُن کے ساتھ جو بیٹھنے والے ہیں تو پھر میرا کیا ہو گا؟! اب یہ الفاظ انہوں نے ختم کیے تو فوراً وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے اور پسینہ چہرۂ مبارک پر جاری ہوا اور کافی بھاری پن محسوس کیا تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ زید یہ بھی لکھو یہ لفظ اس میں شامل کر دو:

﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾: یہ مستثنیٰ ہیں ان کو استثناء کر دیا ہے کہ سوائے اُن کے جو معذور ہیں عذر والے ہیں۔

ان میں بیمار بھی ہیں نابینا بھی ہیں یہ سب اس میں شامل ہیں اہل الاعذار جو ہیں:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾۔﴿وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ﴾: اور وہ جو جہاد کرتے ہیں اللہ تعالی کے راستے میں اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے۔ دونوں برابر نہیں ہیں اب ان سے مستثنیٰ کون ہو گئے؟ جو اہل الاعذار ہیں؛ اب وہ کس کے برابر ہیں؟ مجاہدین کے برابر ہو گئے اور جو بغیر عذر کے جہاد نہیں کرتے وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔

﴿فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً﴾: اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو جو اپنے مال سے اور جانوں سے اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اُن پر فضیلت بخشی ہے ایک درجے کی جو جہاد پر نہیں جاتے اور بیٹھے رہتے ہیں تو ایک درجہ اُن کے لیے بلند ہے۔

یہ درجہ کتنا بڑا ہے پتہ ہے؟ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے صحیح بخاری کی حدیث میں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجے کے بیچ کا جو مسافہ ہے وہ ہے زمین اور آسمان کی مانند (جنت میں بہت سارے درجات ہیں اور ہر دو درجے کا جو فاصلہ ہے وہ زمین اور آسمان کی مانند ہے) اللہ تعالی نے مجاہدین کے لیے سو درجے بلند عطا فرمائے ہیں"۔

سو درجے! جب درجے کی بات آتی ہے تو وہ سو درجوں کی بات ہو رہی ہے:

﴿دَرَجَةً﴾: ﴿فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً﴾۔

دوسری بات، اب ذرا غور کریں کہ جب جہاد کی بات آتی ہے تو اموال پہلے نفس بعد میں ہے (مال پہلے ہے نفس بعد میں ہے) جبکہ جہاد نفس سے کیا جاتا ہے جان سے کیا جاتا ہے اور جان سے جہاد کرنا مال کے جہاد سے افضل ہے کیونکہ اس میں جان قربان ہوسکتی ہے تو مال قربان کرنا بڑا ہے یا جان قربان کرنا بڑا ہے؟ جان قربان کرنا۔ لیکن ہمیشہ قرآن مجید کے سیاق اور سباق کو دیکھ لیں آپ کہ مال پہلے کیوں ہے کبھی غور کیا ہے؟ کیونکہ بغیر مال کے جہاد کیسے کریں گے آپ؟! جہاد کے لیے خاص تیاری کی جاتی ہے اُس کے لیے سواری کی تیاری ہے، اُس کے لیے اسلحے کی تیاری ہے، اُس کے لیے توشے کی ضرورت ہے کیونکہ سفر کرنا پڑتا ہے گھر کو چھوڑنا پڑتا ہے جانا پڑتا ہے، تو بغیر تیاری کے جہاد نہیں کیا جاتا اس لیے جہاد کے جو شروط اور ضوابط اور اصول ہیں ان کو مدنظر رکھنا بہت لازمی ہے۔

جیسے میں ابھی بھی عرض کرچکا ہوں کہ جہاد عبادت ہے جیسا کہ نماز عبادت ہے جیسا کہ روزہ عبادت ہے جیسا کہ حج عبادت ہے۔

کیا حج بغیر شروط اور ارکان کے ممکن ہے؟ کیا روزہ بغیر شروط اور ارکان کے ہم رکھ سکتے ہیں اور بغیر ضوابط ہے؟

تو جہاد کے لیے کیسے ممکن ہے کہ بس کو دپڑو؟! بغیر تیاری کے بغیر اصول بغیر ضوابط کے کیا ممکن ہے؟! اگر جہاد بھی عبادت ہے تو اس کے لیے اصول ہونے چاہیئں اور یہی اصول ہیں جو بار بار بیان ہورہے ہیں۔

تو مال اس لیے پہلے ہے کہ مال سے جہاد بہت سارے لوگ کرتے ہیں جان سے کم کرتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مال کی ضرورت پڑ جاتی ہے ہر جہاد کے لیے (سبحان اللہ)۔

اب آسان کیا ہے اگر آپ مجاہدین کو تیار کرتے ہیں یا خود جاتے ہیں؟ تو دو راستے ہیں:

1- جو لوگ بیٹھے ہیں جا نہیں سکتے مال سے مدد کردیتے ہیں اُن کا درجہ بھی بلند ہوگیا ہے۔

2- پیچھے کون ہیں؟ جو بیٹھے رہتے ہیں نہ مال سے نہ جان سے جہاد کرتے ہیں یہ بھی ان میں شامل ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾: اور ان تمام سے اللہ تعالیٰ نے حسنہ کا وعدہ کیا ہے۔ حسنہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جنت ہے، حسنہ ہر خیر اور بھلائی ہے، حسنہ دنیا اور آخرت کی عزت ہے کامیابی ہے؛ ایک لفظ میں یہ تمام معنی موجود ہیں۔

﴿وَكُلًّا﴾: کیا مطلب ہے کون؟ ﴿الْقٰعِدُوْنَ﴾ بھی شامل ہیں، مال سے جہاد کرنے والے جان سے جہاد کرنے والے، مال اور جان سے جہاد کرنے والے سب سے اللہ تعالیٰ نے حسنہ کا وعدہ کیا ہے۔

اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جہاد فرض عین نہیں ہے فرض عین ہوتا تو جو پیچھے بیٹھے ہیں اُن کے لیے کبھی حسنہ کا وعدہ نہ ہوتا کیونکہ جو فرض چھوڑتا ہے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہوتا ہے، تو فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کافی تعداد میں کچھ لوگ عبادت کرلیں تو باقیوں پر کوئی گناہ نہیں ہوتا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾۔

﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ﴾: دیکھیں دوبارہ تفضیل کی بات آرہی ہے کیونکہ بات معمولی نہیں ہے بہت بلند درجات ہیں اور عظیم اُجر و ثواب ہے بڑی عزت کا کام ہے: ﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۹۵﴾: پہلے درجہ فرمایا درجے کے لفظ کے بعد لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک ہی درجے کی بات ہو رہی ہے یہ نہیں پتہ کہ حدیث میں سو درجے کی بات آئی ہے، ابھی اسی آیت کے اختتام میں جب ایک درجے کی بات آئی ہے: ﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾: جب اُجر عظیم کی بات آئے نا آپ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ عام اُجر کی بات نہیں ہو رہی۔

دیکھیں اُجر کافی تھا نا؟ جب دنیا میں کوئی بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہیں انعام دوں گا تو پتہ ہے کس کی طرف سے انعام ہے اتنا ہی بڑا ہوتا ہے نا، انعام کا جو ایک وزن ہوتا ہے حیثیت ہوتی ہے دینے والے کے اعتبار سے ہوتی ہے نا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلانا انعام ہے جب بادشاہ کہتا ہے بڑا انعام دوں گا میں اب انعام بڑے میں فرق ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)، ربّ کریم سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو ہے اُجر عظیم سے نوازیں گے اس لیے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو شہید ہو جاتے ہیں اُن کے درجے بہت بلند ہیں۔

"انبیاء اور صدیقین شہیدا اور صالحین" یہ چار قسم کے جو لوگ ہیں نا یہ سب سے عظیم لوگ ہیں اور سب بلند ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا درجہ پھر صدیقین ہیں پھر شہداء ہیں پھر صالحین ہیں (سبحان اللہ)۔

تو اُجر عظیم ہے اُن مجاہدین کے لیے جو جہاد کے لیے نکلتے ہیں اللہ کے راستے کے دین کی سربلندی کے لیے نکلتے ہیں اور اپنے مال اور جان کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے لگا دیتے ہیں۔

جب اُجر عظیم کی بات آئی ہے اور جنت میں درجات کی بات آئی ہے درجے کی بات آئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً﴾ (النساء:96)

کمال دیکھیں آپ! ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ﴾: درجہ ایک نہیں ہے جب وہاں پر درجے کی بات آئی ہے یہاں جمع ہے: ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ﴾: اسی کی طرف سے درجات ہیں بلندیاں ہیں۔ یہ سب اُجر عظیم کی اب کچھ تھوڑی سی تفصیل کا ذکر ہے یہ مکمل تفصیل نہیں ہے کیونکہ اُجر کتنا ہے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ان میں سے: ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ﴾: اسی کی طرف سے درجے ہیں۔

﴿وَمَغْفِرَةً﴾: اور مغفرت ہے۔ ﴿وَّرَحْمَةً﴾: اور رحمت ہے۔

اور یہ سب دیکھیں نکرات ہیں (نکرہ ہے)، جب نکرہ کا لفظ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ مطلق ہے کوئی قید نہیں کوئی رکاوٹ نہیں کوئی کمی نہیں، جتنی مغفرت ہے اس کی مکمل مغفرت کے یہ لوگ حقدار ہیں مکمل رحمت کے یہ لوگ حقدار ہیں: ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً﴾۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۹۶﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا ہے اور خوب رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑامہربان ہے اللہ تعالیٰ مغفرت چاہتاہے، یہ تمام اُمور جن میں جہاد بھی شامل ہے جن میں اُجرعظیم اللہ نے مرتب فرمایاہے جو یہ عمل کرتاہے یادیگراللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتاہے تواللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہے اللہ تعالیٰ مغفرت بھی کرے گاگناہوں کوبخشے گااوراس پرخاص رحمت کے دروازے بھی کھول دے گااب اس جیساانسان کون ہے ؟!

ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جواللہ تعالیٰ کی مغفرت نہیں چاہتایااللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں چاہتاکوئی ہے ؟!

ہم سب محتاج ہیں حقیر ہیں فقیر ہیں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے رحمت کے ہم سب محتاج ہیں اس لیے جتنی بھی عبادات ہیں اگرآپ وہ عبادات ویسے کرتے ہیں جیساکہ عبادت کرنے کاحق ہے توپھراللہ تعالیٰ کی مغفرت اوررحمت بہت وسیع ہے۔

پھراللہ تعالیٰ کاارشادہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ﴾ (النساء:97)

اب جہادکے بعدایک اورمسئلہ آیاہے جہادکے ساتھ اب ہجرت کاذکرہورہاہے۔

ہجرت کاکیامعنی ہے؟عام لفظوں میں منتقل ہوجانا۔ایک جگہ سے دوسری جگہ تک منتقل ہوجاناعام لفظوں میں ہجرت ہے لیکن شرعی معنی میں جب قرآن اورسنت میں لفظ ہجرت نظرآتاہے تواس کاکیامعنی ہوتاہے؟ دارالکفرسے دارالاسلام کی طرف جانا(دارالکفرکوچھوڑکردارالاسلام کی طرف چلے جانا)۔ ہجرت سے مرادکہ آپ نے ہجرکے کے چھوڑدیاہے یعنی آپ کی سکونت جو تھی یہ نہیں کہ آپ نے وقتی طورپروزٹ (Visit) کرکے واپس آناہے،نہیں!وہ ہجرت نہیں ہے:"الْهِجْرَةُ هِيَ : الانْتِقَالُ":یعنی چھوڑدیناہے۔

ہجرکسے کہتے ہیں قطع تعلق کوکہتے ہیں ناکہ فلاں کسی سے ہجرکرتاہے؛توہجرسے مرادیہ ہے کہ آپ نے قطع تعلق ہی کرلیا،وہ جگہ جس میں تھے پہلے وہ دارالکفرتھی اُسے چھوڑکردارالاسلام کی طرف گئے ہیں اورپیچھے آپ نے جوبھی آپ کاگھرتھاجوکاروبارتھاجوبھی تھاآپ نے چھوڑدیاہے اب آپ منتقل ہوگئے مکمل طورپردارالاسلام کی طرف اسے کہتے ہیں "الهِجرَة"۔

اب کچھ ایسے لوگ تھے جومعذورنہیں تھے جنھوں نے ہجرت نہیں کی،دیکھیں تین قسم کے لوگ ہیں ہجرت کے تعلق سے:

1-پہلے وہ ہیں جوہجرت کرچکے ہیں،مکہ اس زمانے میں دارالکفرتھااللہ تعالیٰ نے حکم دیاہے کہ دارالکفرکوچھوڑومدینہ کی طرف جاؤ(یثرب کی طرف جاؤ(دارالاسلام))تواللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورجوصحابہ ساتھ تھے انہوں نے ہجرت کرلی ہے۔

2-دوسری قسم کے وہ صحابہ تھے جنھوں نے ہجرت نہیں کی ہے مستضعفین تھے نہیں کرسکے(مستضعفین یعنی کمزورتھےان کے پاس کوئی راستہ کوئی طریقہ نہیں تھاہجرت کرنے کامستطیع نہیں تھے)۔

3-تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جومستطیع توتھے تب بھی ہجرت نہیں کی اب ان تیسری قسم کے لوگوں کاذکراس آیت میں ہورہاہے۔

4-چوتھی قسم کوپہلے بیان کرچکاہوں چوتھی قسم کے وہ لوگ تھے جنہوں نے جھوٹاکلمہ آکرپڑھامنافقین تھےمکہ سے آئے مدینہ کی طرف جھوٹا کلمہ پڑھ کرواپس مکہ چلے گئے،وہ صرف مشرکین کے ساتھ اُن کی جوجاسوسی ہوتی ہے ناجیسے کہتے ہیں ناجاسوس قسم کے وہ کرنے کے لیے مسلمانوں کونقصان پہنچانے کے لیے یہ انہوں نے عمل کیاتھا۔

تو چوتھے کو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کا تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ منافقین ہیں یہ باقی جو تین ہیں اب تیسری قسم بغیر عذر شرعی کے جنھوں نے ہجرت نہیں کی آیئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے تعلق سے کیا فرمایا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾: بے شک وہ لوگ جن کی فرشتے جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرتے تھے۔

﴿قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ﴾: فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔

﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾: تو کہتے ہیں کہ ہم بے بس تھے اس جگہ پر اس ملک میں جہاں پر ہم رہتے تھے۔

یہ اُن کا کہنا ہے حقیقتاً مستضعفین نہیں تھے کیونکہ جو مستضعفین تھے اُن کے پاس عذر شرعی ہے، جن کے پاس عذر شرعی ہے اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہیں دیتا۔ تو اب یہ بہر حال عذر پیش کر رہے ہیں موت کے فرشتے آئے ہیں جان نکالنے کے لیے سختی سے جان نکل رہی ہے اور یہ اپنے نفس پر ظلم کر چکے ہیں نافرمانی کر کے ہجرت نہ کر کے تو کہتے ہیں: ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾۔

﴿قَالُوْٓا﴾: فرشتے کہتے ہیں، ﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم چھوڑ کر ہجرت کر لیتے؟ (کیا اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ تھی تم لوگوں کے لیے؟!)۔

کیونکہ مستضعفین نہیں تھے تو جواب نہیں دیا پتہ ہے کہ جھوٹے ہیں، مستضعفین تو ہیں نہیں؛ اگر زمین جو اہل کفر تھے وہ تنگ تھی تمہارے لیے تو اللہ کی زمین تو بہت بڑی ہے نا اللہ کی زمین کشادہ ہے تو ہجرت کر لیتے؟!

﴿فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۹۷﴾: سو یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے،

﴿وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾: بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے جہاں پر پلٹا جاتا ہے۔

جہاں پر رہنے کے لیے کوئی جگہ اختیار کی جاتی ہے سب سے بدترین جگہ ہے جہنم اب جہنم کے عذاب کا مزا چکھو! (نعوذ باللہ)۔

اب کیونکہ اوپر بات ہوئی مستضعفین کی پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، استثناء دیکھیں:

﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ (النساء:98)

مگر (استثناء ہے، سوائے) ان لوگوں کے اب جہنم کا عذاب نہیں ہوگا ان کے پاس عذر شرعی ہے اہل الاعذار جو ہیں: ﴿اِلَّا﴾۔

﴿الْمُسْتَضْعَفِيْنَ﴾: جو بے بس اور کمزور ہیں۔ ﴿مِنَ الرِّجَالِ﴾: مردوں میں سے۔

﴿وَالنِّسَاۗءِ﴾: عورتوں میں سے۔ ﴿وَالْوِلْدَانِ﴾: اور بچوں میں سے۔

﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۹۸﴾: نہ اُن کے پاس کوئی حیلہ ہے نہ کوئی یار و مددگار ہے نہ خود وہ کچھ کر سکتے ہیں، نہ اُن کے پاس طاقت ہے مقابلہ کرنے کے لیے اور نہ وہ کوئی راستہ پاتے ہیں اس لیے وہ معذور ہیں شرعاً، اُن کے پاس عذر شرعی ہے۔

اس لیے جب یہ بات آئی ہے اور پچھلے گروہ کے لیے جو ہے نا وہ جہنم کے عذاب کی وعید ہے: ﴿مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾:

توان کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ﴾ (النساء:99)

(سو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝٩٩﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب معاف کرنے والا ہے اور بڑی مغفرت کرنے والا ہے ("العفو، الغفور؛ سبحان اللہ)۔

اب یہ استثناء کس کے لیے ہے؟ اہل الاعذار کے لیے ہے وہ مستضعفین جو حقیقتاً مستضعفین ہیں۔

جس کے پاس عذر شرعی نہیں ہے اور کافروں کے بیچ میں رہتا ہے سخت وعید ہے ایسے لوگوں کے لیے!

اب آتے ہیں دور حاضر میں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو مشرکین کے ساتھ رہتے ہیں کافر ملک میں رہتے ہیں یہ دو قسم کے لوگ ہیں:

1-ایک وہ لوگ جن کا ملک ہی اصل میں کافر ملک ہے (پوری حکومت کافر ہے اُس میں لوگ رہتے ہیں)۔

2-دوسری قسم کے وہ لوگ جو خود سکونت اختیار کرتے ہیں کسی کافر ملک میں جا کر خود رہتے ہیں۔

قاعدہ شرعیہ اچھی طرح اس میں یاد کر لیں:

1-پہلی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کافر ملک میں رہتا ہے وہی اُس کا ملک ہے جیسا کہ آج انڈیا دیکھ لیں آپ اگر اس کافر ملک میں رہنے والے مسلمان پر دین کو تنگ نہیں کیا گیا احکام شرعیہ پر عمل کر سکتا ہے بآسانی کر سکتا ہے، نماز قائم ہے زکوۃ کے جو مسائل ہیں جو احکام ہیں وہ بھی موجود ہیں، رمضان میں روزے رکھنے کی اجازت ہے روزے آرام سے رکھتے ہیں، حج عمرے کے جو طریقے ہیں وہ بھی آسان ہیں حج عمرے کے لیے لوگ آتے ہیں تو حکومت روکتی نہیں ہے، دین کو قائم کرنا اگر آسان ہے تو اس ملک میں رہا جا سکتا ہے اس کی اجازت ہے۔

افضل نہیں کہہ رہے ہم اجازت ہے رہ سکتے ہیں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

2-لیکن اگر اُس ملک میں (میں نے بات کی کہ وہی پاسپورٹ ہے کیونکہ پاسپورٹ پہچان بن گیا ہے وہی ملک ہے اُس کا وہاں پر رہے) یہ کافر ملک جو ہے وہ تنگ کر دیتا ہے مسلمانوں کو، دین تنگ کر دیتا ہے مساجد بند کر دی ہیں زکوۃ کا سسٹم ختم کر دیا ہے، حج عمرہ روک دیا ہے اور دیگر عبادات سے بھی منع کر دیا ہے اب دین تنگ ہو گیا ہے اب ایسی صورت میں ہجرت کرنا فرض ہے۔

جب فرض کہا تو ہر فرض کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کے لیے طاقت اور قدرت ہونی چاہیے اگر عاجز ہے ہجرت کرنے سے تو پھر اس پر کوئی گناہ نہیں ہے وہ اس نیت سے وہاں پر رہے گا کہ جب مجھے موقع ملے گا میں ہجرت کروں گا، وہ اپنے دین پر جتنی طاقت کے ساتھ عمل کر سکتا ہے کرے گا: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ کے قاعدے کے مطابق۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:16): جتنی تمہاری طاقت ہے اُس کے مطابق تم دین پر عمل کرتے رہو۔

مسجد سے منع کرتے ہیں گھر میں نماز پڑھو، اُس سے بھی منع کرتے ہیں تو دو نمازوں کو جمع کرو، الغرض دین کی اقامت کرنی ہے قائم رکھنا ہے دین پر عمل کرنا ہے اور اپنے جان و مال کی حفاظت بھی کرنی ہے۔

دوسری قسم کے وہ لوگ جو خود ہجرت کرتے ہیں کافر ملکوں میں اور وہاں پر سکونت اختیار کرتے ہیں بغیر کسی وجہ کے یا بغیر کسی سبب شرعی کے تو اسباب شرعیہ تین ہیں:

1- یا تو بندہ جائے دعوت اور تبلیغ کے لیے۔

2- دوسرا ہے کہ یا بندہ جائے تعلیم کے لیے اگرچہ دنیاوی کیوں نہ ہو وقتی طور پر جایا جاسکتا ہے بشرطیکہ ایسے جوان کے لیے جو دنیاوی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے کسی کافر ملک میں اس کے پاس دو چیزیں ہونی چاہیے یہ دو بڑے اسلحے اس کے لیے لازمی ہیں:

(۱) سب سے پہلے اتنا بڑا ایمان اور تقویٰ ہو کہ شبہات کا مقابلہ کر سکے (غلط فہمیاں ہیں شبہات ہیں)۔

(۲) دوسرا اتنا ایمان مضبوط ہو پاک دامن ہو کہ شہوات کا مقابلہ کر سکے، جو وہاں پر گندگی ہے جو وہاں پر شراب خانے ہیں جو وہاں پر جوئے خانے وغیرہ جو بدکاریاں ہیں اُن سے بچنے کی وہ صلاحیت رکھتا ہو، توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن اتنی اس کے اندر صلاحیت ہو یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو تب وہ بندہ جاسکتا ہے تعلیم حاصل کرنے کے لیے اس نیت کے ساتھ کہ ہاں پر رہنا نہیں ہے وہاں سے واپس آنا ہے۔

3- تیسری قسم کہ کوئی علاج کے لیے جانا چاہتا ہے بیمار ہے وہ بھی جاسکتا ہے۔

یہ تینوں جو میں نے کہے ہیں وقتی طور پر کہ جو دعوت اور تبلیغ کے لیے جاتا ہے وہاں پر سکونت اختیار کرتا ہے دعوت اور تبلیغ کے لیے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لمبے عرصے تک وہاں پر رہتے ہیں یعنی ایک سکونت کے جیسی ان کی حالت ہوتی ہے کہ وہیں پر رہ جاتے ہیں کیونکہ دعوت اور تبلیغ جاری رکھتے ہیں اور وہاں پر جو جو دعوۃ سینٹرز موجود ہیں سارے یہ بھی اسی میں آتے ہیں۔ یا کوئی تجارت کے لیے جاتے ہیں وقتی طور پر (چوتھا سبب جو ہے) اور واپس آجاتے ہیں اس کا بھی کوئی حرج نہیں ہے یعنی ایک سبب شرعی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو وہاں پر رہتے ہیں اور سکونت اختیار کرتے ہیں اور مشرکین کے ساتھ کافی گھل مل کر رہ جاتے ہیں ایک ساتھ اُن کے لیے سخت وعید ہے یہاں تک کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "مِثْلُهُ" (اُن جیسا ہے)۔

دوسری حدیث میں آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ہر اس شخص سے بَری ہوں جو مشرکین کے ساتھ رہتا ہے اور مر جاتا ہے وہیں۔ برأت کا اظہار کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو معاملہ جو ہے وہ عام معاملہ نہیں ہے میرے بھائیو! یہ اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام ہیں۔ دنیا تو ہاتھ سے کبھی جائے گی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقدر میں لکھا ہے وہ تو مل کر رہے گا یاد رکھیں، واللہ! کوئی شخص نہیں مرے گا جب تک کہ اس کا آخری لقمہ اور آخری بوند پانی کی اس کے حلق سے نہیں اُترے گی یہ نہ سمجھیں کہ وہاں پر جائے گا رزق کی وہاں پر زیادہ فراوانی ہے رزق مجھے زیادہ وہاں پر ملے گا، نہیں! کیونکہ جب بچہ ماں کے پیٹ کے اندر چار مہینے کا ہوتا ہے (یاد رکھیں ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا دنیا میں آیا نہیں ہے) اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے خاص فرشتہ اور چار باتوں کا حکم دیتا ہے کہ لکھو اس بندے کے لیے:

(۱) اس بندے کا رزق۔

(۲) اس بندے کی عمر کتنی ہے۔

(۳) اس بندے کا عمل کیا ہے۔

(۴)اور چوتھا جو ہے کہ خوش بخت ہے یا بد بخت ہے۔

یہ سب لکھ دیا جاتا ہے تورزق تو لکھ دیا اللہ تعالیٰ نے ہم نے سرف سعی کرنی ہے رزق کو تلاش کرنا ہے اور وہ بھی اسباب شرعیہ کے مطابق غیر شرعی نہیں۔

اب وہاں پر ہے کہ ہمیشہ کے لیے سکونت اختیار کرنا ہاں! آپ جاتے ہیں تو وقتی طور پر جائیں آپ کام کرنے کے لیے جائیں بے شک پاسپورٹ لینا چاہتے ہیں لے لیں واپس آجائیں ہمیشہ رہنے کی کیا ضرورت ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پاسپورٹ سے فائدہ اٹھانا ہے تو فائدہ اٹھا لیں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہاں رہنے کے لیے ہمیشہ کے لیے سکونت اختیار کرنا اس کے لیے سخت وعیدیں ہیں اس سے بچنا چاہیے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (النساء:100)(اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرے)

﴿يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾: وہ پائے گا زمین میں بہت وافر جگہ اور کشادگی۔

﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾: اور جو اپنے گھر سے نکلتا ہے ہجرت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

﴿ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ﴾: پھر اُسے موت آجاتی ہے یا موت آ پکڑتی ہے۔

﴿فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾: تو یقیناً اُس کا اُجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب مغفرت کرنے والا ہے خوب رحم کرنے والا ہے (غفورٌ رحیم ہے)۔

دیکھیں یہ آیت کے اختتام میں غفورٌ رحیم، العفوالغفور، پھر غفورٌ رحیم ہے بات کسی کی ہو رہی ہے؟ سیاق اور سباق کیا ہے؟ ہجرت۔

اللہ تعالیٰ معاف کرنا چاہتا ہے درگزر کرنا چاہتا ہے اپنی رحمت کو عام کرنا چاہتا ہے اور راستے بھی اللہ تعالیٰ نے آسان کیے ہیں اس لیے دیکھیں اس آیت میں کمال ہے یعنی آپ نے نیت کی ہے ہجرت کرنے کی (اور نیت کا بہت بڑا ایک فائدہ بھی ہے اور حیثیت بھی ہے اور اہمیت بھی ہے شرعاً) نیت کی ہے آپ کوشش کر رہے ہیں آپ نکلنا چاہتے ہیں آپ کو راستہ نہیں مل رہا اور موت آگئی ہے یا ابھی نکلے ہیں منزل مقصود تک پہنچے نہیں ہیں جہاں پر آپ نے ہجرت کرنی ہے راستے میں موت آگئی ہے اُجر ہجرت کا ملے گا کہ نہیں ملے گا؟

اُجر ضائع نہیں ہوگا: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" (سبحان اللہ)۔

بلکہ صحیح بخاری کی حدیث میں جس شخص نے ننانوے (99) قتل کیے تھے اور سو (100) پورے کر دیئے تھے تو عالم نے کیا کہا اُسے؟ کہ تم اس جگہ کو چھوڑو فلاں جگہ کی طرف ہجرت کر کے جاؤ وہاں پر اچھے لوگ رہتے ہیں تمہاری زندگی بدل جائے گی کیونکہ یہ ماحول جس میں رہتے ہو یہ تمہیں دوبارہ قاتل بنادے گا سو قتل کر چکے ہو توبہ کے لیے تمہیں تڑپ ہے تو تمہارے ربّ کے اور تمہارے بیچ میں توبہ میں کون دیوار بن سکتا ہے؟! تو تمہاری توبہ قبول ہوگی تم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو لیکن جگہ کو چھوڑ دو۔

جب جگہ کو چھوڑ کر جا رہا تھا موت کہاں پر آئی؟ پہنچا تھا وہاں پر؟ نہیں پہنچا راستے میں موت آگئی۔

ہجرت کر رہا ہے کہ نہیں؟ ہجرت کر رہا تھا لیکن ہجرت مکمل نہیں ہوئی اُس کی۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اُس نے جب وہ زمین پر گرا تو یوں اپنے سینے کو آگے کرنے کی کوشش کی کہ میں کم سے کم ایک سینٹی میٹر یا ایک انچ تھوڑا آگے ہو جاؤں اُس زمین کی طرف جو اچھے لوگوں کی زمین ہے تاکہ میں اس حکم پر عمل کر سکوں۔

یہ سچائی کی علامت ہے کہ نہیں کہ اس کا ایمان جو ہے سچا اور پکا ہے؟! (سبحان اللہ)، ورنہ گر گیا تو گر گیا نا اب آخری لحات میں آخری وقت میں کیوں اپنے آپ کو وہ دھکیلنے کی کوشش کر رہا ہے؟! جبکہ اس کی ٹانگیں جواب دے گئیں بالکل حرکت نہیں کر رہیں تو زور سے سینے کو آگے کیا اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل پسند آگیا، جب فرشتے آئے اس کو لینے کے لیے عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے فرشتوں کا جھگڑا ہوا کہ کون اس کی روح قبض کر کے لے جائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے خاص فرشتہ بھیجا ہے جس نے زمین کو ماپنے کا حکم دیا ہے کہ زمین کو ماپو اگر یہ اچھے لوگوں کی زمین ہجرت کرنی ہے جس کی طرف اگر وہ قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے کر جائیں گے گے اگر دور ہے تو عذاب کے فرشتے لے کر جائیں گے۔

اب یہ فرشتہ زمین پر اُترا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا زمین کو کہ اچھے لوگوں کی زمین تو قریب آجا اور تو دور ہو جا (اللہ تعالیٰ نے زمین کے نقشے کو بدل دیا اس بندے کی سچی توبہ کے لیے نقشہ بدل گیا زمین کا) زمین اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتی ہے اور قریب آگئی ہے فرشتے نے ماپا ہے اس کو اور اس کو رحمت کے فرشتے لے گئے (سبحان اللہ)۔

اب ایک بندہ سو (100) بندوں کا قاتل ہے سچی توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے تو اس میں دیکھیں ایمان بھی ہے اخلاص بھی ہے ہجرت بھی ہے تمام نیک اعمال ہیں۔ اُس کا موقع کتنا ملا ہے اچھے عمل کرنے کا پیچھے اس کا ریکارڈ کیا ہے؟ سیاہ کالا ہے سو (100) قتل کرنا عام بات نہیں ہے اور آخر میں تو اللہ کے بزرگ ایک بندے کو بھی قتل کر دیا جو عابد تھا اسے بھی قتل کر دیا سخت گناہ ہے!

ابھی میں نے کہا ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنا کتنا سخت گناہ کتنی سخت وعید ہے لیکن (سبحان اللہ) جب سچی توبہ کی تڑپ پیدا ہوئی اور سچی توبہ کر لی ہے اس پر عمل بھی کیا ہے اور شرطیں بھی پوری ہوئی ہیں اور اس کا حق بھی ادا کیا ہے یہاں تک کہ جب آخری وقت تھا یہ نہیں کہا اب میرے پاس عذر ہے کہ فرشتے آگئے ہیں موت کے بس کافی ہے، نہیں! آخری لمحے میں بھی جو کر سکتا تھا وہ بھی اس نے کیا ہے اور تھوڑا سا اپنے آپ کو دھکا دیا آگے کی طرف تاکہ وہ قریب ہو جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔

اُس کو ایک ہی حکم دیا تھا پتہ ہے ابھی نماز نہیں پڑھی اس نے کچھ نہیں، ہجرت کا حکم دیا تھا کہ تم نے ہجرت کرنی ہے یہ عبادت ہے، اور اس عبادت کو پورا کرنے کی اس نے انتھک محنت کی ہے اور پورا زور لگایا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا عمل پسند آگیا ہے۔

اور ہر عبادت کا حق ادا کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، توحید کی تحقیق ہوتی ہے (سبحان اللہ) اس لیے اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾: اس کا اُجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا، ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے (النساء:100)۔

آج اتنا کافی ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ واجب یہ ہے نوٹ کر لیں تیاری کر کے آنا "صلاۃالخوف" کے چند احکام اور مسائل ہیں اگلی آیات کریمہ میں اس پر بات کریں گے ان شاءاللہ کہ :

صلاۃالخوف کیا ہوتی ہے؟ صلاۃالخوف کب پڑھی جاتی ہے؟ کیسے پڑھی جاتی ہے؟ اس کے احکام کیا ہیں؟ اور کیا مسافر کے لیے بھی یہ نماز جو ہے جائز ہے؟ "القصر فی الصلاۃ" صلاۃالخوف کی نماز قصر کی جاتی ہے؟ قرآن مجید میں خوف کا لفظ ہے سفر کا لفظ نہیں ہے تو ہم مسافر جب ہوتے ہیں تب بھی قصر پڑھتے ہیں اس کے پیچھے کیا راز ہے کیوں پڑھتے ہیں؟ اگلے درس میں ان شاءاللہ اس کی تفصیل بیان کریں گے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

پچھلے درس میں واجب دیا تھا میں نے کہ سورۃالنساء میں سے جو عقیدے کے اصول ہیں وہ نکال لیں آیت نمبر 1 سے لے کر 85 تک، آیت نمبر 1 سے لے کر 85 تک جو عقیدے کے اصول ہیں وہ نکالنے ہیں تو بھائیوں نے ماشاءاللہ لکھا ہے کچھ ساتھیوں نے واجب کیا تھا الحمدللہ۔

تو واجب سب کر کے آئے ہیں؟ اس کے لیے میں نے آپ کو تین ہفتے سے زیادہ وقت دیا تھا تیسرا ہفتہ ہے نا میرا خیال ہے اور پچھلے ہفتے میری بات ہوئی تھی کہ رمضان کے بعد کیونکہ رمضان میں درس یقینی نہیں تھا کہ ہوگا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے آسانی کی درس ہو گیا الحمدللہ تو واجب کس نے کیا ہے آپ نے کیا ہے؟

آج کے درس میں تین چیزوں پر بات کروں گا صرف اگلے پھر درس میں مزید تین اصول جی آپ کو کون سے اصول ملے؟

تو میں آسان کر دیتا ہوں کیونکہ اکثر ساتھیوں نے کیا نہیں ہے اب نوٹ کر لیں میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ واجب کرنا کیسے ہے اگرچہ یہ چیز بتائی نہیں جاتی میں بتا دیتا ہوں آسان کر دیتا ہوں۔

دیکھیے جب ہم کہتے ہیں "عقیدے کے اصول" اسے ایمان کے اصول بھی کہتے ہیں اسے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول بھی کہتے ہیں یا اصول السنۃ بھی کہتے ہیں، مختلف اس کے نام ہیں لیکن اصول ایک ہی ہے یہ وہ اصول ہیں جو ایک مسلمان کے لیے ہونا بہت لازمی ہیں صحیح عقیدے کے لیے۔ دیکھیں ہمارا دین جو ہے "عقیدہ ہے، عبادات، معاملات" دین کی اساس عقیدہ ہے عقیدہ ٹھیک ہے تو پھر عبادات ہیں پھر معاملات ہیں۔ اس لیے ارکان اسلام پانچ ہیں سب سے پہلا رکن کیا ہے؟ کلمہ شہادت ہے۔

کلمہ شہادت اور اس کے لوازمات میں بعض اور چیزیں ہیں جن کو عقیدے کے اصول بنایا گیا ہے باقی نماز روزہ ہے اور زکوۃ اور حج ہے یہ باقی عبادات میں سے ہیں، پھر نکاح ہے پھر شادی بیاہ ہے پھر طلاق ہے پھر خرید و فروخت ہے پھر وراثت ہے یہ سب تمام کے تمام معاملات میں آتے ہیں یہ پورا دین اسلام ہے تو جو عقیدے کے اصول ہیں یہ بنیادی چیز ہیں جن کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں یا ناقص ہوتا ہے یا ختم ہوتا ہے تو اپنے ایمان کو بچانے کے لیے اسے مضبوط کرنے کے لیے ان چیزوں کا ہونا لازمی ہے یہ تمام اُمور جو ہیں یہ علمی مسائل ہیں تعلق دل سے ہے (عقیدے کے اُمور جو ہیں ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے) ایمانیات ہیں پھر ان پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اساس دل سے تعلق ہے۔

توعقیدے کے جو ہم اصول ہیں جن پر ہم بات کر رہے ہیں میں مختصر بتادیتاہوں کہ بارہ ہیں (12) تقریباًیہ بارہ اصول جو ہیں ان کو آپ نے یاد کر لینا ہے اور پھر اس کی دلیل جیسے میں نے واجب دیا ہے دیکھ لیں سورۃ النساء میں کہاں پر ہے اور اس کے بعد پھر جب بھی آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں آپ ان کو دیکھیں ایک چیک لسٹ ہونی چاہیے۔ جو میں نے واجب کے لیے دیا تھا ساتھیوں نے اور طریقے سے کیا کہ آیت دیکھی ہے اس میں سے کون سا اصول ہے اس طریقے سے لکھا یہ بھی طریقہ ٹھیک ہے لیکن اس میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو آپ کو رہ جاتی ہیں آپ کے ذہن میں نہیں آتیں یا آپ قرآن پڑھتے ہیں تو آپ کے پاس اگر کوئی چیک لسٹ نہیں ہے یا ترازو جس پر آپ رکھنا دیکھنا چاہتے ہیں اس کو کمپیئر (Compare) کر کے تو بہت ساری چیزیں مخفی ہو جاتی ہیں رہ بھی جاتی ہیں، تو آپ کے پاس آپ کو چیک لسٹ ہوتی ہے بارہ (12) اصول یہ آپ کے سامنے ہیں آپ کے ذہن میں ہیں یا آپ نے سامنے لکھ کر رکھے ہیں پھر آپ ان کو بھی دیکھتے ہیں اور آیت کو تلاوت بھی کرتے ہیں پھر آسانی سے آپ دیکھ سکتے ہیں میچ کر سکتے ہیں کہ کون سا اصول کہاں پر ہے۔

توجو بارہ (12) اصول ہیں میں ابھی بتادیتاہوں نوٹ کر لیں تاکہ آپ ان کو اچھی طرح جان لیں اور بتانے سے پہلے یہ اصول کہاں سے آئے ہیں اور کیوں اصول عقیدے کے بنائے ہیں؟ کیا کسی ایک آیت میں ہیں ایک حدیث میں ہیں؟

نہیں! ایک آیت اور حدیث میں نہیں ہیں یہ استنباط ہے دلائل سے کیونکہ دو قسم کی دلیلیں دی جاتی ہیں:

1-ایک تو واضح آیت ہوتی ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرۃ:43): واضح دلیل ہے کہ نماز فرض ہے زکوۃ فرض ہے (واضح دلیل ہے نا؟)۔

2-دوسری قسم کہ ایسا طریقہ ہوتا ہے کہ استنباط کیا جاتا ہے جو حکم شرعی ہے واضح دلیل نہیں ہوتی اس میں سے آپ ابسٹریکٹ (Abstract) کرتے ہیں استنباط کرتے ہیں اس پر غور و فکر کر کے آپ نکالتے ہیں کہ یہ دلیل ہے اور وہ بھی واضح دلیل میں سے ہوتی ہے، اور یہ جتنی بھی جیسا کہ توحید کی تین قسمیں ہیں یہ بھی استنباط سے دلیل موجود ہے۔ تو اس طریقے سے جو بارہ اصول ہیں یہاں سے ہیں، دوسری بات ہے کہ یہ وہ اصول ہیں جن میں اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے جو عقیدے کی کتاب ہے جیسا کہ فقہ کی کتابیں ہیں نا مختلف ویسے عقیدے کی کتاب ہیں جو اُن سے زیادہ معروف ہیں اور سلف میں زیادہ معروف تھیں یہ کتابیں جو ان کے متبعین ہیں باحسان موجود ہیں۔

یعنی امام بخاری کا عقیدہ، امام احمد بن حنبل کا، امام ابو حنیفہ کا یہ ساری چیزیں لکھی ہوئی بھی ہیں کتابی شکل میں موجود ہیں لیکن ایسا وقت آیا کہ جو اہل بدعت آئے اور ان کا غلبہ بھی ہوا تو بہت ساری چیزوں کو انہوں نے یعنی شامل کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی بدعت کو مضبوط کرنے کے لیے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کے خلاف سخت جنگیں ہوئیں اور اُن کو جو ہے نا تقریباً ایک قسم سے ہٹا دیا تو اس لیے یہ پیچھے رہ گئی ہیں لیکن ختم نہیں ہوئیں الحمد للہ کیونکہ کلمہ توحید تا قیامت رہنا ہے۔

قیامت سے پہلے قیامت کب قائم ہو گی؟ جب کوئی بھی شخص لا الہ الا اللہ کا حق ادا کرنے والا نہیں ہو گا جب زبان سے سے پڑھنے والا بھی نہیں ہو گا تب قیامت قائم ہو گی، تو توحید اور سنت کا یہ عقیدہ رہنا ہے اور ایک الطائفۃ المنصورۃ جو ہے وہ تا قیامت رہے گی جس کا صحیح عقیدہ ہو گا۔

توان کتابوں میں یہ عقیدے کے اصول موجود ہیں اور یہ اصول کیوں مرتب کیے ہیں اس کی دو وجوہات ہیں:

1-دلیل موجود ہے۔

2-اہل بدعت کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ جو کلمہ پڑھتے ہوئے بھی اہل قبلہ ہیں انکار کیا ان اصولوں کا۔

تو اہل سنت والجماعت نے ان کو ایک جگہ پر جمع کر کے ایک دلیل بھی موجود تھی پھر ترتیب مرتب کر کے ایک ساتھ جمع کر دیا اور کہا کہ ان کے ردّ میں ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور ان اصولوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں یہ اصول جو ہیں:

**1-"ارکان ایمان": ارکان ایمان چھ ہیں:**

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان۔(۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان۔(۳) اللہ کی کتابوں پر ایمان۔

(۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان۔(۵) آخرت پر ایمان۔(۶) اور تقدیر پر ایمان اچھی ہو یا بُری ہو۔

اور اس کی دلیل میں آپ جانتے ہیں سیدنا عمر بن خطاب کی معروف حدیث جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث صحیح مسلم میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پوچھتے ہیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیتے ہیں مکہ ایمان جو ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر اور آخرت پر اور تقدیر پر اچھی ہو یا بُری ہو۔

تو یہ ارکان ایمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے، پھر فرشتوں پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے، کتابوں پر، رسولوں پر، آخرت پر اور آخرت میں تقریباً تیرہ (13) چیزیں ہیں جن میں آخرت پر ایمان لازم ہوتا ہے تفصیل میں بیان کروں گا کبھی ان شاءاللہ لیکن آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آخرت پر ایمان کی آپ بات کرتے ہیں جب جنت کا ذکر آگیا دوزخ کا ذکر آگیا آیت میں تو آپ کیا کہیں گے؟ آخرت پر ایمان ہے کیونکہ جنت اور دوزخ، دوبارہ زندہ ہونا (بعث) یہ بھی اس میں شامل ہے، شفاعت کا ذکر آگیا ہے، میدان محشر کا ذکر آگیا ہے، پل صراط کا ذکر آگیا ہے، حوض کوثر کا ذکر آگیا ہے۔ یہ ساری چیزیں ان کا تعلق جو ہے آخرت پر ایمان ہے تو آپ کیا کہیں گے کس اصول میں آئے گا؟ آخرت پر ایمان۔

توحید عبادت کا ذکر آگیا ہے توحید ربوبیت کا ذکر آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے، فرشتوں کا ذکر ہے فرشتوں پر ایمان ہے، انبیاء کا ذکر ہے نبی کا نام ہے تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان ہے اس طریقے سے۔ تو سب سے پہلا جو اصول ہے ارکان ایمان ہے۔

2-دوسرا ہے "ایمان کی تعریف کی ہے": ایمان کی تعریف کیا ہے؟ زبان کا قول ہے جسم سے عمل ہے اور دل سے یقین ہے جو فرمانبرداری سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے، یہ تعریف ہے اس کی دلیل اپنی جگہ پر ہے تو آپ کو یہ پتہ ہونا چاہیے چیک لسٹ میں جو ایمان کی تعریف ہے۔

3-صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ صحابہ کا ذکر آتا ہے تب اس کو بھی عقیدے کا اصول بنا دیا گیا کیونکہ جو خوارج تھے اور جو روافض تھے انہوں نے مخالفت کی ہے۔

4-حکمران وقت کی فرمانبرداری کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے یہ اصول عقیدہ میں ہے۔

5-تکفیر کے مسائل جو ہیں کہ کسی مسلمان کو دائرۂ اسلام کو خارج کرنا کفر کا فتویٰ کب لگایا جاتا ہے اس کے احکام شرعیہ ہیں ایسے نہیں ہے یہ ضوابط ہیں اصول ہیں اس کے شروط ہیں لازمی ہونے چاہیے اور موانع ہیں یہ سب ہوتے ہیں تب تکفیر ہوتی ہے۔

تو تکفیر کو بھی کیونکہ خوارج نے ہول سیل (Wholesale) مسلمانوں کی تکفیر کر دی کہ جو کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ بھی کافر ہے تو اُن کے ردّ میں تکفیر کا ایک خاص اصول بنایا ہے یہ تکفیر کے مسائل ہیں۔

6-"الولاء والبراء": دوستی اور دشمنی یہ بھی عقیدے کے اصول میں سے ہے۔

7-"کرامات اولیاء": کرامات اولیاء بعض سمجھتے ہیں کہ جو اہل حدیث ہیں جو سلفی ہیں یہ کرامات اولیاء کو مانتے نہیں ہیں، نہیں! یہ عقیدے کے اصول میں سے ہے ہم مانتے ہیں شرطوں کے ساتھ اصول اور ضوابط ہیں ایسا نہیں ہے کہ ولی ماں کے پیٹ کے اندر ولی ہوتا ہے پیدا ولی ہوتا ہے نہ وہ عبادت کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے تب بھی ولی ہے تو ایسا نہیں ہوتا، شرعاً اس کے اصول ہیں ضوابط ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء بھی موجود ہیں ان کا انکار اہل سنت والجماعت نہیں کرتے۔

8-**"دلیل واستدلال"**: کہ دلیل کہاں سے لی جاتی ہے؟ دین اسلام کی جو سورس (Source) ہے منبہ ہے دلائل کا کیا ہے؟

قرآن ہے سنت ہے اجماع ہے قیاس ہے، صحابی کا قول کب لیا جاتا ہے کب نہیں لیا جاتا ہے، اور جو سابقہ شریعتیں ہیں اُن کے بارے میں کیا ہے یہ سب دلیل اور استدلال کے تعلق سے ہمارے پاس ایک واضح روڈ میپ (Road Map) اس کے ہیں ہم دلیل لیتے ہیں۔

9-**"وعد اور وعید کے نصوص"**: ایسے بعض نصوص ہیں جن میں خوشخبری ہوتی ہے جنت کا اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے یہ وعد کے نصوص ہیں، دوسرے وعید کے نصوص ہیں جن میں سخت الفاظ ہوتے ہیں جہنم کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا پکڑ کا ذکر ہوتا ہے۔

یہ بھی خوارج کے ردّ میں ہیں اور معتزلہ کے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والا تو کافر ہے یا دو منزلوں کے بیچ میں جیسے معتزلہ کہتے ہیں تو ان کے ردّ میں وعد اور وعید کے نصوص ہیں اُن پر۔

10-**بدعت اور اہل بدعت کے متعلق ہمارا کیا موقف ہونا چاہیے**، بدعتی کون ہوتا ہے، بدعت کیا ہوتی ہے، بدعت کی کتنی قسمیں ہیں، مکفرہ بدعت کیا ہے غیر مکفرہ بدعت کیا ہے، اس کے ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہونا چاہیے، پھر الولاء والبراء بھی سامنے ہوتا ہے یہ سب جو ہیں نا آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

**11-اہل سنت والجماعت کا منہج کیا ہے؟**

منہج ایک خاص راستہ ہے خاص طریقہ ہے جو خاص اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لیے ہے الصراط المستقیم ہے، سبیل المؤمنین ہے، اس کے بھی خاص ضوابط ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے توفیق دیتا ہے جو اس راستے پر چلنا چاہتا ہے اور یہ سب سے عظیم لوگ ہیں اور ان کا درجہ اتنا بلند ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کن کے ساتھ ہیں؟ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے (النساء:69)؛ سبحان اللہ۔

12-چند متفرق مسائل ہیں یہ ہیں تو فقہی مسائل لیکن علماء نے ان کو عقیدے کے اصولوں میں شمار کیا ہے، دیکھیں کتنا سخت ردّ کرتے ہیں اہل بدعت کا جیسا کہ موزوں پر مسح کرنا تو روافض نے انکار کیا کہ موزوں پر مسح نہیں کیا جاتا (موزوں پر مسح روافض نہیں کرتے)۔

تو اہل سنت والجماعت نے عقیدے کے اصول میں شامل کر دیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا اس کو عقیدے کے اصول میں شامل کر دیا ہے یہ فروعی اصول میں ہے۔

تو چند اور بھی چیزیں ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے وقت بہت کم ہے اس وقت، یہ میں نے آپ کو چیک لسٹ دے دی ہے اب آپ کو واجب آسان ہو گیا ہے اب آپ نے سامنے رکھنی ہے یہ چیک لسٹ اور سورۃالنساء کو آیت نمبر 1 سے 85 تک پڑھنا ہے آپ کے پاس پورا ایک ہفتہ ہے اب عذر نہیں ہے۔

میں نے آپ کو کہا ہے کہ کون سے عقیدے کے ان میں اصول ہیں یا اصول ایمان کون سے ہیں تو آپ نے دیکھنا ہے کہ اس میں کون سے عقیدے کے اصول ہیں۔

مثال کے طور پر توحید ربوبیت ہے یہ اصول پہلی آیت میں موجود ہے:

﴿اتَّقُوا رَبَّكُمُ﴾ میں آگیا ہے: ﴿يَآَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ﴾ (النساء:1): پہلا اصول آگیا ہے، تو آپ اس آیت میں بیان کریں گے اس میں دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کون سا عقیدے کا اصول ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کا کون سا حصہ ہے۔

واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-20: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:94-100) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio